نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الثانی | جلد (۱۰)

کچھ اپنی نسبت

مجھے شبہ ہوتا ہے کہ سرپرستانِ الحکم کو یہ عادت ہو گئی ہے کہ جب تک میں انہیں اخبار کی بہتری اور توسیع اشاعت کیطرف توجہ نہ دلاؤں وہ متوجہ نہیں ہوتے اور سال میں ایک دو مرتبہ اس فریاد و پکار کی بھی ضرورت پڑتی ہے اخبار کی عمدگی اسکی بروقت اشاعت اسکی کتابت - چھپوائی کاغذ اور دوسرے مراتب کا انحصار ہے - کارخانہ کی مالی حالت کے اطمینان بخش ہونے پر - اور یہ منحصر ہے اخبار کی کثرت اشاعت اور اس کے خریداروں کے بروقت چندہ ادا کرنے پر - جب تک یہ باتیں نہ ہوں اسوقت تک مالک اور مہتمم اخبار کے ضروری اخراجات کی فکر میں سرگرداں رہتے یا اسکی خوبیوں کے بڑھانے کی فکر میں - مذہبی اور قومی اخبار جیسے کہ یہ ہے اور بھی مشکلات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ ایک خاص اثر اور حلقہ کے اندر محدود ہوتے ہیں انکا موضوع خاص اور انکا مقصد مقرر - ایسی حالت میں اگر وہ قوم جسکا وہ اخبار ہے اسکی طرف پوری توجہ نہ کرے تو اس کی زندگی اور موت کا سوال پیش آجاتا ہے -

الحکم دس سال سے جیسی بڑی ہاں خدمت قوم کی اس سے ہو سکتی ہے کرتا آیا ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ چاہے گا کرتا رہیگا مگر میں یہ افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی سال الحکم پر ایسا نہیں گذرا کہ اسکے بقایا داروں کی فہرست میں ایک **معقول رقم** درج نہ ہو - اگر بقایا داران کی شکایت کی جاوے تو ہم پر الزام قایم کیا جاتا ہے کہ قوم کو بدنام کرتا ہے - اور اگر اپنے آپ کو بقایاداران کے رحم پر چھوڑ دوں تو وہ پروا نہیں کرتے زبانی اگر پوچھا جاوے تو اخبار اور اسکے ایڈیٹر کی اسقدر تعریفیں کریں گے کہ حد نہیں لیکن جب ادائے قیمت کا سوال آتا ہے تو

سخن درین است

مہتمم خاکسار ہو رہا ہوں اسوقت تک اجرائے اخبار کی تاریخ سے لیکر کوئی تین ہزار روپیہ سے زاید کارخانہ کا بقایا ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کن مشکلات میں سے مجھے گذرنا پڑتا ہے - اگر خدا تعالےٰ کا فضل دستگیری اور پردہ پوشی نہ کرے تو کبھی کا یہ اخبار بند ہو گیا ہوتا -

اس لمبے عرصہ کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے کہ آیندہ بلا وجہ معقول کبھی کسی کے نام اخبار بدون وصول قیمت پیشگی جاری نہ کیا جاوے - اسلئے سرپرستان الحکم اس اصول کو اچھے سے سمجھ لیں اسوقت بقایا کے بروقت وصول نہ ہونے کیوجہ سے مطبع کی بلی مشکلات سرپرستان الحکم کی توجہ کو خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتے ہیں سو وہ الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچائیں کارخانہ الحکم کی کتابوں کے نکلوانے کی سعی کریں - اپنی واجب الادا قیمت بھیجیں - اور دوسروں سے بھجوائیں سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ گراں ہو گیا ہے اور گراں ہی نہیں **کمیاب** ہو گیا ہے میں نے پہلے دنوں چند احباب کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مدد دیں تو ایک معقول ذخیرہ کاغذ کا کسی ولایتی کارخانہ سے خرید لیا جاوے مگر چند کے سوا متوجہ ہی نہ ہوئے اسوقت **۲۲×۲۹** کا سفید کاغذ بہت ہی کمیاب ہے اسلئے جس طرح سے ہو گا کام چلایا جاویگا - اور اگر کسی قسم کا کاغذ بھی اس سائیز کا نہ ملا - تو میں تبدیلی تقطیع پر مجبور ہوں گا - بہرحال میری اس سرگذشت کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ

وہ احباب اپنے فرض کو پہچانیں جنکے ذمہ مطبع کا بقایا چلا آتا ہے اور کچھ وہ اسپر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قیمت طلب پیکٹ واپس کر کے دوہرا نقصان پہونچاتے ہیں وہ اپنے اس معاملہ پر غور کریں کہ اسکا اثر کیسا پڑتا ہے - ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کا پرچہ ایسے

بقایا داران کے نام وی پی کیا جاویگا - اگر اس مرتبہ بھی واپس کیا تو پھر پرچہ بند کر کے بزرگان ملت کیواسطے سے بقایا وصول کر لیا جاویگا -

والسلام
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان

اطلاع

اکثر بھائی ایڈیٹر الحکم کو خرید مکانات کے متعلق لکھتے ہیں انہیں واضح رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان کے اردگرد کوئی مکان سردست فروختنی موجود نہیں - البتہ یہ تجویز ہے کہ باہر زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر مکانات بنا لئے جاویں - پس جو بھائی ایسا کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں -

ایڈیٹر

۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء
۱۰
نہیں شیشہ دل ہرگز نہیں ہرزہ درائی کا
خوشی دلکش تیغ حق ہر دم میں گاتا ہوں
خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی پیاری یہ رت ہو داغ لگاتا ہوں
یاقوت مروارید مرجان۔ زہر مہرہ۔ خطائی یشب۔ کہربا۔ ورق نقرہ۔ کیوڑہ و گلاب سیب و صندل وغیرہ کا لاجواب مرکب
موسم گرما کا
مفرح دلکشا
خاص تحفہ
یہ ان قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی بربادشدہ صحت خداتعالے کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اکتوبر سے اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔
مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے
قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت
تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)
چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵)
قیمت
ایک درجن ستائیس روپے (۲۷)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
مفرح دلکشا
میں خداتعالے کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لایق ہے۔
مفرح دلکشا
جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل ودماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز وروشن ہوجاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف بےچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔
مفرح دلکشا
وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت و کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ ومزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بےضرر مرکب ہے۔
مفرح دلکشا
بیں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے
مفرح دلکشا
چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔
مفرح دلکشا
حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں۔ وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہوسکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلاتردد وبلاتامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے
مفرح دلکشا
سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل ودق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے۔
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رعایتی فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوئے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے - قیمت ۱۰/ بہت کچن رعایتی ۷/

آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجت اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے . خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں . قیمت رعایتی ۳/

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود کے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے . یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے . تیسری دفعہ چھپا ہے . قیمت ۲/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے . قیمت ۲/

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲/

نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۴/

(ایڈیٹر الحکم کی تالیفات) **تفسیر القرآن** - پارہ اوّل - یہ تفسیر قوم اور بزرگانِ قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے - صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں . یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اعلیٰ قبولیت ہوگئی ہے قیمت عہ

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے . یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے . قیمت ۴/

سلک مروارید - حصہ دوم - جو جنوری ۱۹۰۵ء میں چھپکر شایع ہوگیا ہے . یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے . نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت وصداقت سے واقف کیا ہے . اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے . اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے . جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے - ۸۰ صفحہ کی کتاب ہے . قیمت ۴/ علاوہ محصولڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت رعایتی ۸/

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا - جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکرگذاری کا اظہار فرمایا تھا - اس جلسے کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ - قیمت ۴/ - اصلاح النظر ۲/

متفرق کتابیں - تفسیر سورہ تبت - ۱/ - سواء السبیل نمبر ۱ - قیمت ۱/ - نسخ رد شیعہ - قیمت ۲/ قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱/ - برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۲/ دعوت الحق نمبر ۲ قیمت ۱/ النصح قیمت ۱/ مسلمانوں کا خدا اور اسکی قوت ۱/ نمونہ قرآن مجید - قیمت ۱/ محمود کی آمین ۲ پائی - دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲/ - تفسیر القرآن پارہ دوم عہ - تفسیر سورہ بقرہ مکمل ۳/ - مرآۃ الجہاد عمہ ضرورت امام ۱/ - تحفہ احمدیہ ۱/

المشتہر مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان - میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام کھلا خط

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب

السّلام علینا وعلےٰ عباد اللّٰہ الصّالحین

آپ کی عجیب در عجیب تصنیفات سے آپ کی تلون مزاجی ظاہر ہے آپ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ ذکر الحکیم علے وعلے اور تفسیر القرآن میں کچھ لکھا ہے۔ اور ذکر الحکیم ۳ تا ۴ آجکل کے اخبارات میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں آپ نے وہ وہ زور لگایا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور اقوال اولیاء کرام سے آپ کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اور اپنی تفسیر القرآن بالقرآن کو جناب ممدوح کے انفاس مبارکہ کا طفیل قرار دیا۔ اسوقت دین محمدی کا قیام اور تمام دینوں پر اسلام کے فتح اسی امام آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے ہونا قبول کیا۔ اور آپنے سچے دل اور پورے اطمینان سے قبول کیا کہ یہہ ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو نیک اور مثیل صحابہ اور لما یلحقوا بہم کا مصداق قرار دیا اور یہہ بھی لکھا کہ مرزا صاحب کے مرید کثرت سے صاحب الہام ہیں اور مسیح موعود کا حلیہ جو حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے مان لیا کہ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے ضمیمہ انجام آتھم میں جو فہرست مریدان حضرت مرزا صاحب ہے وہ مطابق حدیث شریف ایک زبردست پیشگوئی کا پورا ہونا تسلیم کیا۔ مہمانوں کی تواضع دینی خدمات اور خیرات میں ہزاروں روپیہ کا صرف ہونا اور اسکا کوئی حساب کتاب نہ ہونا مطابق حدیث مان کر آپنے تصدیق کی اس صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان کو آپ نے گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددوں اور اولیاء کرام سے فضیلت دی اور اس فضیلت کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیا۔ اس امام آخر الزمان کی تدابیر اشاعت اسلام کو تدابیر حسنہ لکھا اور پھر آپ نے لکھا کہ (مرزا صاحب کو دعویٰ الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہئیے تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو اب تک آپ اور آپکے مرید برباد ہو جاتے آپکی کوئی پیشین گوئی سچی ثابت نہ ہوتی آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور انسان آپ کو بچا نہ سکتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ آپکی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپکے مخالف برباد ہوتے جاتے ہیں اور ذلت پر ذلت اٹھاتے ہیں۔ آپ کی صدہا پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں بلکہ آپکے مریدوں کی بھی صدہا پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور اونکے مخالف ذلت و مصیبت اٹھانے میں قریب ہے کہ عالم کا عالم آپکی طرف جھک جائے چاندگرہن اور سورج گرہن مطابق پیش گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں آپ نے دیکھہ لیا اور مان لیا کہ یہ آسمانی شہادت حضرت مرزا صاحب کی سچائی کی ہے قادیان کو جائے نزول مسیح موعود آپ نے مانا اور حدیث شریف سے اسکا ثبوت پیش کیا۔ ایک جگہ آپنے لکھا کہ چنانچہ فی زمانہ ایسا ہی ہوا کہ مسیح و مہدی موعود عین اپنے وقت پر حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے مطابق ظہور پذیر ہوا جسنے اسلام کے ہزار ہا روایتی اور رواجی غلطیوں کی اصلاح کی جسکی ساتھہ ایک نور ہدایت ہے جس کو ہزار ہا قابل لوگ شب و روز فیضان حاصل کر رہے ہیں اوسکی مدد پر اللہ تعالےٰ ہے الٰہی انعامات بارش کیطرح اوسپر برستے رہتے ہیں رویائے صادقہ مکاشفات۔ الہامات قبولیت دعا اور بہشتی زندگی کے آثار اپنے ساتھہ رکھتا ہے جو روز روشن کیطرح نمایاں ہیں ...... وہ کون ہے ؟ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا سلام اور اوسکے فرشتوں کا سلام اوسپر ہو یہہ اپنے وقت کا عیسیٰ اور مہدی ہے وہی عیسےٰ اور مہدی جسکی نسبت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی جسقدر شریروں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوتی گئی اوسیقدر اوسکی عزت زیادہ ہوتی گئی اور قریب ہے کہ ایک عالم کا عالم بڑی زور اور خلوص کے ساتھہ اوسکی طرف جھک جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ اوسکا والی اور حامی ہے ہر وقت غیبی تائیدات اور بشارات اوسکے شامل حال ہیں)

دوسری طرف۔ آپ اس زمانہ کے مولویوں کو بدکار۔ بے دین اور بے راہ محض اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور تکفیر کی اور جناب مسیح کے نہ ماننے والوں کو اور آپ کے تکذیب کرنیوالوں کو مغضوب علیہم اور الضالین قرار دیا۔ کہیں اون کو شریر لکھا اور کسی جگہ بے ایمان۔ کہیں یہودی۔ کہیں متکبر اور ایک جگہ آپنے لکھا ہے (مولویو کاش تم میں کوئی ذرہ ایمان یا عمل کا ہوتا جسکی وجہ سے اللہ کی محبت رحمت اور ہدایت تمہاری شامل حال ہوتی تمکو وہ نور باطنی مل جاتا جسکا مومن کے واسطے وعدہ دیا گیا ہے تمہیں وہ کان اور آنکھہ مل جاتی جو اہل اللہ کے واسطے مخصوص اور جس سے شریر و بدکار لوگ محروم ہیں۔ تب تم اس مہدی اور مسیح کو پہچان کر اوسکی غلامی کو غنیمت سمجھتے) کہیں آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو قیاسات کے بندے اور شیطان کے ہم قرین تحریر کیا ہے ایک جگہ آپنے لکھا ہے (اگر کسی برگزیدہ بندہ کو مورد انعامات دیکھیں مثلاً صاحب الہامات۔ مکاشفات رویائے صادقہ۔ تائید غیبی وغیرہ تو اوسپر تمسخر کرتے یا اوسکی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں یا اون انعامات کو ہی ایک تصنع یا جھوٹ سمجھتے ہیں اور وہ لوگ ضلالت پر نہیں) یہ تو آپکے خیالات آپ کی پہلی تصنیفات میں ہیں۔ اب ذکر الحکیم ۳ تا ۴ میں آپ اپنے پہلے مدلل اور ثابت شدہ خیالات اور اعتقادات کے خلاف حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام اور آپکے خادمان کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھتے ہیں کہ نقل سے بھی دل طور تا ہے۔ اوس امام آخر الزمان علیہ السلام کو جسکی مخالفت کو آپ ضلالت ثابت کر چکے ہیں آج آپ کے خیال میں اوس میں اسقدر عیب ہیں کہ شاید کسی انسان میں مجموعی طور پر اسقدر عیب ہوں گے۔ اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب سے وحدانیت کا سبق سیکھا اور جو آپکے سابق خیال اور اعتقادات کے مطابق صاحب الہام تھے اور پیشین گوئیاں اون سے ظہور میں آتی تھیں اب آپ کے موجودہ خیال کے مطابق اون سے بڑھکر کوئی مشرک نہیں۔ یہ مظلوم فرقہ جسپر اندرونی اور بیرونی حملے ہوتے ہیں اور طرح طرح سے اونکو تکلیف دی جاتی ہے اونکی تکفیر و تکذیب کیجاتی ہے طرح طرح کے ناموں سے اون کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی تہمت اونپر لگانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اون کی مخالفت میں جھوٹ بولنا جائز رکھا گیا ہے اون کے مالوں کو لوٹنا شیر مادر سمجھا گیا ہے اور اون کو واجب القتل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اون کو اس دنیا سے معدوم کر دیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ انسان کی طاقت سے بڑھکر ایک اور طاقت ہے جو اون کو ہر ایک مصیبت اور ذلت سے بچاتی ہے۔ اور عزت دیتی ہے اور مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ اون کا حامی اور مددگار ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کی کیوں تعظیم اور عزت کرتے ہیں اور کیوں ہر وقت آپکا ذکر خیر رکھتے ہیں ؟ اسواسطے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے مرسل اور مامور ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپکے جانشین اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اون کا نزول۔ آپ نے یہہ سب کچھہ پہلے ہی کہا اور مان لیا ہے مگر اب آپ حضرت مرزا صاحب سے وہ منوانا چاہتے ہیں جسکا اسلام میں نام نہیں اور یہہ ہی باعث مخالفت ہوا اور پھر اسقدر مخالفت کہ کوئی تہمت جو انسان کے خیال میں بھی آسکتی ہے اوسکا متہم مرزا صاحب کو قرار دیا اور بدگوئی اور بدنامی سے ذرا پروا نکی۔ اسپر ہم اپنی طرف سے کچھہ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا فتوے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور مکفرین پر دیا ہے آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ آپکو آنکھیں دے اور راہ ہدایت بخشے اور اوس حجاب کو دور کرے جو اس زمانہ میں آپ کے آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

مرزا صاحب مامور اور مرسل من اللہ ہیں اور اس زمانہ کے مجدد اور امام ہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اشاعت اسلام کے واسطے مقرر ہیں جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر اوسی مولیٰ کریم کی مرضی کے موافق اور اوسی طریق پر جو بذریعہ الہام اپنے مولیٰ کریم سے خبر پاتا ہے اشاعت اسلام کرتا ہے اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری رائے اور مشورہ بھی لیا جاوے اور جو کچھہ ہم رائے دیں اوسکی تعمیل ہو۔ وہ انسان جو خدا تعالےٰ کے ساتھہ ہم کلامی کا فخر رکھتا ہے جسکو خدا تعالےٰ مشورہ دیتا ہے وہ اس دنیا کے لوگوں کے مشورہ اور رائے کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ گورنمنٹ کے ججوں کو کوئی کسی مقدمہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ فریقین اثبات دعوے اور جواب دعوے میں ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور دلائل پیش کرتے ہیں قانون اور فیصلہ جات پیش کرتے ہیں مگر جج جب فیصلہ کرتا ہے کوئی چوں نہیں کر سکتا۔ قانون کا جو مطلب جج نے سمجھا وہ فریقین کو قبول اور منظور کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ حَکَم کو کون مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لوگوں کے درمیان حَکَم ہے۔ پس اب جو حُکم وہ دیتا ہے وہ قابل تسلیم ہے یہہ بات صاف ہے۔ کہ اوس کا حُکم خدا تعالےٰ کے فرمان کے مخالف نہیں ہو سکتا کہ وہ اوسکی طرف سے مامور ہے وہ ہرگز خدا تعالےٰ کے قانون سے باہر نہیں جا سکتا۔

ایسی حالت میں میں آپ کی تصنیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کتب ذیل جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں۔ تفسیر القرآن مجلد ۸ ذکر الحکیم ۲ رسالہ اعضائے مخصوصہ ۸

کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نکرنا دیانتداری سمجھیں تو آپکو اختیار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ براہین احمدیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب موصوف نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اوسکو کسی قسم کا اعتراض ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہے چنانچہ میں نے اور میرے کپورتھلہ کے کئی دوستوں نے بہت سے نسخے براہین احمدیہ کے ایسے لوگوں سے آن کی قیمت دیکر واپس لئے اگرچہ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے اور نہ مخالفین اسوقت یہ اعتراض کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتراض اوسوقت سے بھی پہلے کا ہے جبکہ آپ نے تفسیر لکھی اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کی اور مخالفین اور معترضین کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔ فقط

عاجز حبیب الرحمان از موضع حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

۱۲-جولائی ۱۹۰۶ء

اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

خدا تعالیٰ کے وعدے سچے اور اسکی باتیں ہمیشہ پوری ہو کر رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہام ہوا ہے اسکی سچائی اور صداقت کو بیسیوں مرتبہ ہم نے دیکھا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ اسی رنگ میں ذلیل ہوئے ہیں جس رنگ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی اہانت اور ذلت کا ارادہ کیا ہے۔

الحکم نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد کے متعلق بعض تحریریں شائع کی تھیں جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی ڈاکٹر صاحب یا انکے مخلص دوست نہیں دے سکے۔

پہلے دورہ میں جو ڈاکٹر صاحب نے لاہور اور امرتسر کا کیا انہیں جو کامیابی ہوئی ہے وہ خود اور انکا دل جانتا ہے۔ دوبارہ پھر اسی مہینہ میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کا دورہ کیا اور اس سفر میں **المسیح الدجال** نام ایک رسالہ بھی چھاپ کر فروخت کیا۔ اور لاہور اور امرتسر میں لیکچر بھی دیئے۔ لیکچر کا مضمون کیا تھا؟ وہی جو انکے پیش رو اور امام عرصہ سے سناتے چلے آئے ہیں اور جن اعتراضوں پر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ایک اعتراض بھی کیا تھا۔ کوئی نئی بات اور نیا اعتراض وہ پبلک کے سامنے پیش نہیں کر سکے البتہ امرتسر کے جلسہ کی تقریب پر انکے پیر و مرشد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ اس پر رائے زنی کی جاوے۔ اس تقریر کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی **قابلیت اور حدیث دانی** کا راز بالکل فاش ہو جاتا ہے اور انکی مولویت کی حقیقت طشت از بام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ کہو یا لب لباب انکے ایڈیکانگ منشی محمد دین صاحب سیکرٹری انجمن نصرۃ السنۃ نے یوں بیان کیا ہے۔

آپ کے لیکچر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میری نبوت کی منہاج نبوۃ پر جانچو۔ لیجئے ہم جانچتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا تھا کہ

ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ

یعنی کوئی شخص اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لا کر اسکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تھی کہ انکے اصحاب میں سے انپر ایمان لانے کے بعد انکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا۔ پس جب ڈاکٹر صاحب مرزائی نبوت پر ایمان لا کر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے الخ۔

اس تقریر پر ناظرین غور کریں مولوی ثناء اللہ صاحب فضیلت کی وہ کا اظہار کرتے کہ جسقدر جرحیں ہیں اسکے اظہار کی تو حاجت نہیں اور اہلحدیث تو وہ خود اور انکا احباب اسی نام سے موسوم ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اور جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے کیا وہ صحیح ہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب صحیح ہے کہ کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا اور نبیوں کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوا تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کے موافق ماننا پڑیگا کہ معاذ اللہ ان میں کوئی نبی **راستباز** نہیں تھا اور سب کے سب جھوٹے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکے متبعین اور مریدین میں کوئی مرتد نہ ہوا ہو۔ ہاں اگر تاریخ صحیح کو مولوی ثناء اللہ دنیا سے گم کر دے۔ تو شاید اسے یہ کہنے کا موقع مل سکے مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس صورت میں بھی وہ **ارتداد** کے سلسلے کی صحت کو نابود نہیں کر سکتا!

کیا آج کوگ **مرتد** ہوتے ہیں اور جن کو خود ثناء اللہ اپنی تحریر میں مرتد ٹھہراتا ہے جن میں بعض مولوی بھی اپنے آپ کو کہلاتے ہیں انکا ارتداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مبطل ہے؟ دہرم پال۔ عماد الدین۔ صفدر علی وغیرہ کے ارتداد کا کوئی اثر اسلام پر پڑ سکتا ہے؟ اگر نہیں پڑ سکتا اور یقیناً نہیں پڑ سکتا تو پھر یہ کیسی جہالت اور سفاہت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شخص کے قطع تعلق کرنے پر (جسکو خود اعلیٰ حضرت نے **خارج از جماعت** کیا ہے؟) اعتراض ہو۔ کیا ڈاکٹر الحکیم یہ میں بار بار اپنے رونا نہیں رو دیا کہ مجھے خارج کیا جاتا ہے میں قریب آنا چاہتا ہوں مجھے دور پھینکا جاتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور بھی زبردست دلیل قائم ہوتی ہے۔ اور آپکا بالکل صاف اور دنیا کے مال و منال سے بے پرواہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور خود ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا بیان اسکی تکذیب کر رہا ہے۔

ایک طرف وہ اور اسکے حمایتی **حضرت اقدس** کو لالچی اور مال مردم خور بتاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے والا ظاہر کرتے ہیں دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نالاں ہیں کہ **مجھے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے** اس لالچ کا کیا کہنا ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسے ہی لالچی اور حب دنیا میں گرویدہ تھے تو انہیں تو ڈاکٹر صاحب کی منتیں کر کے منوا لینا چاہئے تھا نہ کہ انہیں عضو ماؤف کیطرح کاٹ دینا۔ یہ ہے وہ سچائی کا زور جو مخالفوں کے منہ سے بھی کلمات حق کہلوا رہا ہے۔ اور ثابت کر رہا ہے کہ ایک آن اور لحظہ کے لئے بھی انہیں اسبات کی پرواہ نہیں ہوسکتی کہ دنیا اور اسکی دولت کیا معنی رکھتی ہے۔ اس صاف اور روشن دلیل کا جواب ڈاکٹر اور اسکے حمایتوں کے پاس کچھ نہیں۔ **بہر حال**

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہہ عجیب دعوی بیان کیا ہے جسکی دلیل بھی وہ کبھی بھی پیش نہیں کر سکے گا۔ اور یا یہ ہو گا کہ وہ **اسلام سے دست بردار ہو جائے**۔ اسلئے کہ ارتداد کا سلسلہ کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بند نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی سرح جو کاتب وحی تھا آخر مرتد ہو گیا تھا اور اس خبیث نے یہ خیال کیا تھا کہ وحی الٰہی کچھ چیز ہی نہیں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے خیالات ہیں۔ ایسا ہی ابن خطل۔ عبد اللہ بن جحش وغیرہ کیا مرتد نہ ہوئے تھے؟

اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں سے بعض کا مرتد ہونا تو ایک ثابت شدہ بات ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا اس امرتسری فاضل نے یہ فضول بات کہاں سے بنائی کہ سنت انبیاء یہی ہے کہ انکے اتباع میں سے کوئی مرتد ہوا اگر ارتداد کا کبھی کوئی سلسلہ نہیں ہوا تو پھر امرتسری فاضل کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا لوگوں کے متعلق ظاہر کرے آیا وہ مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور کیا یہوداہ اسکریوطی نے مسیح کو گرفتار کرایا نہیں اور پطرس نے لعنت بھیجی یا نہیں اور ایسا ہی حضرت موسیٰ کی جماعت میں ارتداد ہوا یا نہیں؟

اور پھر وہ یہ بھی بتائے کہ قرآن مجید میں **مرتدین** کے متعلق احکام کیوں آئے ہیں؟ ذرا اسکی بھی کوئی وجہ موجہ بیان فرمائے۔ ثناء اللہ نے یہ ایسی بات کہی ہے جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی **نبوت** پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ اگر یہ فقرہ صحیح ہے کہ مرتد ہونے سے نبوت باطل ہو جاتی ہے تو پھر یہ سلسلہ ارتداد تو آجتک بھی قائم ہے آئے دن کوئی نہ کوئی عیسائی اور آریہ ہو جاتا ہے ابھی پچھلے دنوں دہرم پال مرتد آریہ نے بعض جبہ پوش مولویوں کے ارتداد کا اعلان دیا تھا۔

رہی ہرقل والی **حدیث** معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو حدیث دانی سے بالکل مس ہی نہیں اور وہ حدیث کے مفہوم اور صحیح معنوں سے محض ناواقف ہے اگر وہ اس حدیث کے اصل معنوں سے واقف ہوتا تو ایسی حماقت کا اعتراض نہ کرتا جس سے معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہوتا۔ میں اس مقام پر پہونچا تھا کہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا تازہ نمبر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کا پڑھا اسکے صفحہ ۲۷۰ پر فاضل اور واجب الاحترام ایڈیٹر نے اسی حدیث پر بحث کی ہے میں اس سے بہتر بحث نہیں کر سکتا اسلئے اس مقام پر وہ حصہ بطور اقتباس درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

"ہرقل والی حدیث پر بھی اگر غور کیا جاتا تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونیکی دلیل بیان کرتے جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قال فھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ قلت لا۔ یعنی ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں میں سے کوئی پورے طور پر دین میں داخل ہو کر پھر اس دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوال صرف یہ نہیں کہ کوئی مرتد ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب میں سے ہو کر ہرقل خوب جانتا تھا کہ ارتداد بھی ہر ایک الٰہی سلسلہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ باوجود اس علم کے جو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے حاصل تھا اس بات کی وہ خبر نہ رکھتا ہو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے پیرووں میں سے بھی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پس ایسے علم کے ہوتے ہوئے ایسا سوال تو نہ تھا کہ وہ صرف یہ پوچھتا کہ کوئی شخص مرتد بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اتنا سوال کیا بھی نہیں بلکہ اسکا سوال یہ تھا۔ **ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ**۔ یعنی کوئی شخص کامل طور پر اس دین میں داخل ہو کر اس کے بعد پھر اس دین سے بیزار ہو کر مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جسکا جواب یہ ابوسفیان نے دیا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اب اس سوال میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ اول یہ کہ ایک شخص پورے طور پر دین اسلام میں داخل ہو چکا ہو جس کے لئے الفاظ **بعد ان یدخل فیہ** آئے ہیں۔ اس کے معنے صرف داخل ہونے کے نہیں اور اگر ہمارے مولوی صاحبان نہ مانیں تو میں ہرقل کے الفاظ ہی جن میں اس نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے پیش کروں گا۔ کیونکہ سوال و جواب کے بعد جب ہرقل نے استدلال شروع کیا تو اس سوال کے موقع پر پہنچ کر وہ کہتا ہے۔

وسالتک ایرتد احد سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ فذکرت ان لا وکذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب۔ اب بجگہ بعد ان یدخل فیہ کی ہرقل نے یہ تشریح کی ہے کہ **کذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب**۔ یعنی ایمان جب بشاشت قلب کے ساتھ اختلاط پیدا کرے یا بالفاظ دیگر انسان کو شرح صدر عطا ہو جاوے۔ اور ایمان دل میں داخل ہو جائے تو پھر ارتداد نہیں ہوتا۔ اب خالی مان لینا تو ایسا بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ **قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم** یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا پس ایمان جب تک دل میں داخل نہ ہو اور شرح صدر عطا نہ ہو وہ کسی کام نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے **یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ** پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جس کے دل میں نور ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کر چکا ہے اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہو چکا ہو۔ وہ مرتد نہیں ہوتا۔"

یہہ اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے لیکن اسپر غور کرنیکی تکلیف کون برداشت کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اعتراض کرنا جانتے ہیں انہیں اس سے بحث نہیں کہ وہ زد پڑتی کہاں ہے؟

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر کیسی لغو اور بیہودہ ہے اور مولوی کہلا کر اس شخص کو شرم نہیں آئی گر میں کہتا ہوں میں دیکھونگا ان واقعات کی تردید امرتسری کیونکر کرتا ہے؟ اور پھر اگر ضرورت پڑی تو اسپر اور بھی کھولکر کہا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ راقم

فرضیت جمعہ اور مچھیانوی مولوی

ہمارے سرکار۔ تمام جہان کے لوگوں اور نبیوں کے سردار نہ صرف پیغمبر بلکہ پیغمبر گر (جس کے غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و بزرگتر ہیں) کی پیشگوئی لتتبعن سنن من قبلکم اور اعدوا فی السبت میں جو کسر رہ گئی تھی۔ اسے پورا کرنے کے توسط میں ہمارے خاندان کے فیض یافتہ۔ نمک خوار۔ دست پرورده فاضل اجل مولوی مچھیانوی نے (جس نے بدقسمتی سے اس خاندان کو مرتد۔ ابن الاستاد کو منافق۔ اسکے پوتے کو کمشتہ کہکر سعادت دارین حاصل کی) ابھی بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ چنانچہ اس صدی کے چڑھنے میں ابھی ایک سال باقی تھا کہ مجدد اعظم کی ضرورت کے اثبات کے لئے آپ نے یہ فتویٰ دیا۔

"شخصے کہ حنفی بود جمعہ در دیہات صغیرہ و کبیرہ و بدون سلطان مسلم فرض گوید مخالفت کتاب مجید و حدیث حمید و اجماع مید کند بعید از رحمت رب شقی و سعید خواہد شد"

اس فتوے پر کہاں تک عمل کیا گیا اور یہ کتاب کس نظر اور کس وقعت سے دیکھی گئی۔ اس کا جواب خود امت محمدیہ بلکہ امت حنفیہ کا طرز عمل ہی بتلا رہا ہے کہ وہ جمعہ پڑھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ مولوی موصوف کے فتوے کے برخلاف احتیاطی بھی نہیں چھوڑتے پس مجھکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ کی تنقید کرتا جسے مؤلف کو بڑا ناز ہے گویا عمر بھر کا اندوختہ اسکے بیچ جمع کر دیا لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں اپنی سمجھ کے موافق اپنے خاندان کے تلمیذ کو اسکی غلطی پر تنبیہ کردوں لعلہ یتذکر او یخشی۔ اور نیز پبلک پر ظاہر کردوں کہ وہ موٹے موٹے الفاظ اور عبث لوالت آمیز تقاریر کو لاجواب نہ سمجھیں۔ کیونکہ ایک غیر متعلق امر کی نسبت باتیں کرنا کسی علمیت کی دلیل نہیں۔ رسالہ ہو جمعہ کا اور سنانے لگ جائیں صرف و نحو کے ضابطے اور ان حروف کی بحث جن کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اہل علم کے نزدیک تو ایسی بے اصول تحریریں قابل جواب ہی نہیں ہوتیں۔ مگر "العدل الحجاب الاکبر" کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے نہایت نیک نیتی اور دلی خلوص کیساتھ ایک مضمون لکھتے ہیں۔ جو اس رسالہ کے مضمون سے قطع نظر کرکے بھی مفید عام ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم یہ مضمون شروع کرنے سے پہلے مولوی مذکور کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ بیشک بلا تامل اپنا پورا زور علمی دکھا کر اس کا جواب لکھے۔ مگر انشاء اللہ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل پر امید رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ جیسے کھلی سمجھی کی دندان شکن تحریر کا جواب تا حال اس سے

سوائے دو چار سطر دشنام آمیز کے (جو الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہیں) نہیں ہو سکا۔ ایسا ہی اسکا جواب بھی نہیں ہوگا اور کیونکر ہو سکے۔

"ان الباطل کان زھوقا"

دیہات کے جہال کو اکسا کر مفسدہ انگیزی اور تکلیف پہنچانا ایک دوسرا الحکم ہے اور علم کے رو سے جواب دینا دوسری شان دیکھئے مولوی مچھیانوی کونسی شق کو اختیار کرتا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

علماء حنفیہ نے وجوب جمعہ اور روزے جمعہ کی بارہ شرطیں ٹھہرائی ہیں جو یہ ہیں۔

شرائط برائے وجوب جمعہ۔ حریت۔ اقامت ذکورت صحت۔ قدرت۔ بینائی۔

اذن عام۔ خطبہ۔ حاکم۔ مصر۔ ظہر۔ جماعت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں

یاایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ٥ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ٥۔

(۱) یاایھا الذین آمنوا۔ اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو یک عام خطاب ہے۔ دیہاتی مصری سب مسلمان شامل ہیں۔

(۲) نودی سے اذن عام۔ باشارۃ نص ثابت ہے۔ اذان کا سننا ضروری نہیں۔ کیونکہ دن ڈھلنے پر یوں ہی ندائے ربانی ہو جاتی ہے۔ کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔

(۳) فاسعوا سے "بعبارۃ نص۔ جماعت کی شرط نکلتی ہے اور اسمیں امر بالسعی دلالت کرتا ہے فرضیت پر عموماً کیونکہ مخاطب عام ہے۔ پس جس جس کو سعی کی قدرت ہے وہ ضرور جمعہ پڑھنے جائے مصری ہو یا قروی سلطنت اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ ہاں عورت۔ غلام۔ مسافر۔ لڑکا۔ مجنون سعی سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ پس عقل نے اس سے وہی مخصوص کئے جو بہ عذر۔ سفر۔ رق۔ صغر۔ جنون۔ مرض سعی الی الجمعہ بخطبہ نہیں کر سکتے۔ دیہاتی کو معذور جاننا اور مصری ہی کو مخصوص بخطاب کرنا بے عقلی ہے نہ کہ عقل۔ یہ آیت مجمل نہیں بن سکتی بانیوجہ کہ مجمل وہ ہے جس کی مراد مخفی ہو بسبب غرابت و عدم علم معنے مراد "بدون معنی لغوی" و اشتراک لفظ در معانی چند۔ یہاں سعی کے معنے ہیں جانا نہ کہ دوڑنا جو حدیث سے ثابت ہے اور مامور بہ سعی بھی الذین آمنوا مذکور ہیں جن کی تخصیص بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ہو چکی ہے۔ یعنی عورت مسافر غلام پر سعی واجب

نہیں جاننے والے تو خیر یہی جمعہ فرض ہے نیز آیات قرآن کو جن کے حق میں "کتابا مفصلا" و "فصلت آیاتہ" آچکا ہے۔ مجمل کہنا خلاف قرآن ہے۔ ثم ان علینا بیانہ۔ کتاب مبین تبیانا لکل شئی۔ اجمال سے خالی ہونے پر نص ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی۔ تو ساتھ ہی ایک مشاہدہ بھی ہوتا جس سے ما اوحی کے معنی خوب کھل جاتے ثم ان علینا بیانہ کے یہی معنے ہیں پھر حضور انور صلعم اس کیفیت کو صحابہ کے سامنے بذریعہ عمل واضح کر دیتے تھے۔ چنانچہ اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ کے معنے بذریعہ تعامل آج تک متواتر چلے آتے ہیں ان میں کوئی خفا نہیں رہا جمعہ کی کیفیت ادا بھی حضور صلعم سے بذریعہ تعامل آج تک تواتر سے واضح اور مبین ہے اجمال کیسا؟ پس بحکم انا لہ لحافظون جیسے قرآن کریم الی یوم القیامۃ محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کا بیان سنت رسول بھی الی یوم الآخر قائم دائم ہے یعنی بذریعہ تعامل خیر الامم سنت نبی ظاہر و باہر ہے۔ حتیٰ کہ کتب الحدیث بھی صرف مبین السنۃ ہیں نہ کہ عین السنۃ جس زمانے میں یہ کتابیں تصنیف نہ ہوئی تھیں۔ اسمیں بھی احکام قرآنی پر عمل ہوا کرتا تھا۔ یہ علمی روایات قولی مرویات کے اصول ہیں اور معتمد علیہا بھی وہی ہیں۔ تعامل خلفاء و اناس کے برخلاف نادر روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

غرض شرائط جمعہ وہی معتبر ہیں جنپر تعامل ہے۔ اگر مصر اور سلطان کی شرط کا تعامل ہوتا۔ تو عیدین و جمعہ کی اقامت کفار کے ملک میں کہیں جائز ہوتی۔ حالانکہ آج تک مسلمان پڑھتے ہیں اور دیہات کے اہل اسلام گو جاہل اور غافل ہیں پھر بھی عیدین تو ضرور پڑھتے ہیں اور جمعہ کا پڑھنا بھی افضل عمل جانتے ہیں۔ شرائط کا ذکر صرف زبانی اور ملانوں کی کتابوں میں ہے۔

(۴) ذکر اللہ سے مراد نماز ہے (ولذکر اللہ اکبر) اور خطبہ کی شرط بدلالت نص ثابت ہے اور ذکر اللہ سے ذاکر گویا اقتضاءً [1] سمجھا جاتا ہے لیکن ذاکر کی تخصیص ولایت عامہ اور سلطنت سے ہرگز اقتضاءً [2] نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اگر جماعت کے لئے ولایت عامہ شرط ہوتی تو وارکعوا مع الراکعین کے ساتھ بھی سلطان کا ہونا لازم ہوتا۔ فالذکر لا یفتقر الی اللہ اکبر السلطان او النائب لا شرعا ولا عقلا ولا عرفا۔

غایت مانی الباب خوف تو آن فتنہ و فساد جہان غالب ہو وہاں عذر ترک سعی بن سکتا ہے مگر یہ خوف بفضلہ تعالیٰ اس ملک میں کہیں نہیں چنانچہ اس پر مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے۔ نیز یہ آیت مطلق وجوب جمعہ کی مقتضی ہے اور ذکر اللہ سے اقتضاءً قید سلطان مسلم ثابت ہونا نا ممکن ہے تو ہم سلطان مسلم کی عدم موجودگی کی صورت میں "موجب عبارۃ نص" پر عمل کرینگے کیونکہ علم الاصول میں مقرر ہے کہ معارضہ کے وقت عبارۃ نص۔ اقتضاء نص سے اقویٰ ہے اور اسمیں نسخ نہیں بلکہ حسب اقتضاء وقت ایسی کارروائی کرنے کی اجازت ہے پھر اس حدیث پر غور کرنا چاہیے جو ابن ماجہ نے روایت کی حدثنا محمد بن عبداللہ اعلموا ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شہری ھذا من عامی ھذا۔ فمن ترکھا فی حیاتی او بعد مماتی ولہ امام عادل او جائر استخفافا او جحودا لھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک فی امرہ الا ولا صلوٰۃ لہ ولا زکوٰۃ لہ۔

اللہ اکبر کتنے پرزور الفاظ میں نبی کریم صلعم نے جمعہ کی تاکید فرمائی کہ جس شخص نے جمعہ ترک کیا اسکے کاروبار میں کبھی برکت نہ ہوگی۔ اور اس کی نماز و زکوٰۃ ہی منظور نہیں استغفر اللہ امت مرحومہ کا کیا حال ہوگا؟۔

صرف ولہ امام عادل کا حکم عذر رہ گیا تھا۔ وہ بھی جاتا رہا کیونکہ اب تو امام الحاکم العادل بھی نزول فرما چکا اچھی طرح سوچو اس حدیث سے صرف یہی معلوم ہے کہ اگر امام عادل یا منتظم یا رافع فساد ہے۔ نہ ہو اور خوف فساد ہو تو عذر ترک جمعہ بن سکتا ہے پس اگر کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ کے چھوڑنے پر وعید لازم ہے۔ اور اگر امام سے مراد پیش نماز ہو (اور ہے بھی یہی) تو مطلب صاف ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کو باوجود ہونے کسی امام کے نیک ہو یا بد (صرف مؤمن اور پیشوائی نماز کا مستحق ہو) ترک کرے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہے اور باوجود ہاں لینے اس شرط کے اکثر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس ملک میں کفار کی حکومت ہو اسمیں لوگوں کا اجتماع ایک شخص پر واسطے امامت جمعہ کے جائز ہے چنانچہ عالمگیریہ میں ہے۔

بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ

اور ان روایات میں جعلی قیدیں بڑھانا صرف خود غرضی ہے کہ مسئلہ فقہ اور روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا بحالیکہ عثمان علیہ السلام محصور تھے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ سلطان کی شرط کوئی نہیں ورنہ بلا حضور یا بغیر اذن عثمانی کے جمعہ جائز نہ ہوتا۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ اذن سے یا ہوگا۔ یہ جملہ شکیہ ایک خیالی بات ہے۔ اور حدیث ابن عباس مرفوعاً ربیع کی اولاً ذکر منہا الجمعۃ والعید وہ کا جواب سنئے۔

---

[1] یعنی ہر ذکر کے لئے ذاکر کی ضرورت ہے ۱۲

[2] اس کا جواب دیتے ہیں۔ خوف فساد نہیں تو جناب من جمعہ میں کب خوف فساد ہی کیا کبھی جمعہ پر عام جماعت سے زیادہ فساد ہوا ہے اگر شاذ و نادر ہوا ہو تو نماز پنجگانہ میں بھی ایسا ہو گیا ہے کیا وہ بھی چھوڑ دو گے؟ ۱۲

شرح وقایہ اردو میں ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود سے مروی ہے کہ حدود - صدقات - جمعات غنیمت حاکموں کے سپرد ہیں اسکی غرض یہی ہے کہ ان چاروں کو حاکم کرے یہ نہیں کہ بغیر والی شہر ادا کرنے ممکن ہوں تو غیر مشروع ہیں بھلا یہ درست ہے تو صدقات یعنی زکوٰۃ - عشر - صدقہ نظر وغیرہ بھی نامشروع ہوجاتے ہیں والی کوئی نہ ہو تو لوگ جمع ہوکر بطور اجماع عید - جمعہ قایم کریں اسمیں کیا حرج ہے اس حدیث کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ چاروں امر ولاۃ پر فرض ہیں یہ نہیں کہ بدون ان کے ناجائز ہیں ہاں چونکہ حدود قایم کرنے اور غنیمت کرنے سے بغیر بادشاہ مسلم کے فساد ہوتا ہے بلکہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے واللہ لا یحب الفساد کے واسطے منع ہیں نہ کہ اس حدیث کے واسطے۔

(۵) اور ذروا البیع کے لفظ سے جبکہ مطلق تور غل مراد ہوں - تو پھر اس سے "مصر" اشارۃً کیسے سمجھا جاتا ہے فرض کیا کہ بیع جو منہی عنہ ہے وہ امصار میں پائی جاتی ہے ... یہ سمجھا گیا کہ مصر کے ساکنین بیع کو ضرور چھوڑ کر حاضر جمعہ ہوں - مگر تمام لوگ فاسعوا کے امر سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں - یعنی امر "ذروا" و منع "جب بیع سے مختص ہوا اور وہ مصر کی مقتضی ہو - تو امر فاسعوا الی ذکر اللہ اور جمعہ کا ادا کرنا صرف مصریوں سے کس طرح خاص ہوگیا؟

چونکہ یہ حکم جمعہ کا عام ہے اور سب لوگوں کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے مگر عورت غلام - مریض مسافر کے مستثنے ہونے سے احتمال تھا کہ بازار کے لوگ بھی شاید بیع وشرا کے ضروری کام کو عذر نہ بنا بیٹھیں - اسلئے فرمایا گیا کہ بیع کو چھوڑ دو - اول تو اقتضاء صرف محل بیع کا ثابت ہوتا ہے جو اکثر بعض ایسے قریات میں ہی ہوتا ہے جہاں کسی خاص شے کی تجارت مستمرہ ہو - جیسے نیل - اشجار - صابون - چونہ وغیرہ (اور یوں بھی کونسا گاؤں بیع وشراء سے خالی ہے) اور محل بیع قید ہے ذروا کی - پس یہ معنے ہوئے کہ جب جمعہ کا وقت آجائے تو محل بیع کو چھوڑ دو - اور جماعت کے واسطے ثابت ہوا کہ بیع چھوڑنے کا امر صرف محال بیع سے مختص ہے نہ یہ کہ جمعہ کا ادا مشروط بمقامات بیع ہے - الغرض مصر قید اتفاقی ذروا البیع ہے - نہ کہ ادا جمعہ کی - ورنہ لازم آیگا کہ مصر میں بھی وہی جمعہ پڑھیں جو بیع کر رہے ہوں اور حدیث لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع کی نسبت امام نووی رحمہ نے فرمایا ہے - متفق علیہ ضعفہ (اسکے ضعف پر

سب کا اتفاق ہے) بیہقی نے کہا کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں آئی - اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کیا مگر موقوف حرفاً عن علی نہ مسنداً مرفوعاً جو مسند مرفوع بتائی گئی ہے وہ ضعیف ہے - پس اگر یہ قول علی یقیناً ثابت ہوجائے تو بھی مخل مقصود نہیں - کیونکہ اجتہادیات میں قول صحابی حجت نہیں ہوتا خصوصاً جبکہ اور صحابہ اسکے خلاف ہوں بیہقی نے - لیث بن سعد سے روایت کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے حکم کے مطابق علاقہ مصر میں وہ لوگ جو دریائے نیل کے کنارے چھوٹے چھوٹے قریات میں سکونت رکھتے تھے جمعہ پڑھتے اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے - کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کو دیکھتے کہ اپنے اپنے پانی کے جوہڑوں پر جمعہ پڑھتے ہیں تو وہ منع نکرتے تھے - ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ بحرین والوں کو آپ نے حکم بھیجا تھا کہ تم جہاں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو - پس قول علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ہے کہ جمعہ وعید کامل نہیں ہوتے جب تک مصر جامع نہ ہو - اور یہ ظاہر ہے کہ وہاں جماعت کثیر ہوتی ہے جس کا ثواب اور اشاعت احکام مبیّنہ فی الخطبہ زیادہ ہوتی ہے - اور اگر بالفرض یہی حدیث مسند مرفوع ہے - جب بھی تاویل ہوسکتی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ حالانکہ امانت رکن ایمان نہیں - ایسے الفاظ فضائل میں بھی آئے ہیں - اور اگر اس شرط مصر جامع کا استنباط آیت سے حضرت علیؓ نے کیا تو اور بھی بہتر ہے بانیوجہ کہ بعض علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ مصر کی شرط وذروا البیع سے مستفاد ہوتی ہے پس یہ مسئلہ اجتہادی ہوا - ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلا جمعہ جو بعد اس جمعہ کے جو مسجد نبوی میں قایم ہوا - بحرین کے قریہ جواثا میں پڑھا گیا - وکیع کہتا ہے کہ جواثا گاؤں ہے چنانچہ قسطلانی کا قول ہے کہ پہلے گاؤں تھا بعد اس کے مصر بنا اور یہی حق ہے - اور ابن ماجہ میں ہے کہ عبدالرحمن بن کعب سے روایت ہے کہ اس کے باپ کعب بن مالک نے کہا کہ حرہ بنی بیاضہ میں سعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا - اس سے سلطان مسلم اور مصر کی شرطیں غیر واجب معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اول یہ جمعہ قایم ہوا تھا - نہ وہاں سلطنت اسلامی تھی نہ حرہ بنی بیاضہ مصر تھا - وہاں صرف چالیس آدمی تھے جو جمعہ میں حاضر ہوئے اور قسطلانی بخاری میں قول عطاء تابعی اذا کنت فی قریۃ جامعۃ آہ شرطیت مصر کو ثابت نہیں کرتا - کیونکہ اول تو یہ قول ہے حدیث نہیں بلکہ تفسیر اجتہادی ہو تو ہو - دوم اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آدمی جمعہ والی بستی میں حاضر

ہو تو جمعہ ادا کرنا واجب ہے یہ نہیں کہ قریہ جامعہ نہ ہو تو نہیں فرض - یہ مفہوم دلیل ما تا حنفیہ کے اصول کے خلاف ہے اور نیز قریہ جامعہ سے اصل مطلب یہی ہے کہ جسمیں جماعت مشروطہ موجود ہو - چنانچہ سب تعاریف مصر پر یکجائی نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے اور نیز قسطلانی میں حدیث آئی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ عوالی سے نوبت بنوبت جمعہ مدینہ میں پڑھنے آتے تھے - اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو فرض جانتے تھے مگر مدینہ میں زیارت شریف رسالت پناہ صلعم کو باری باری آتے تھے کسی اور دن بھی تو زیارت ہوسکتی تھی - یوں اس لئے کرتے کہ فرض جمعہ بھی ادا ہوجائے اور ثواب زیارت بھی پالیں - جو نہ آتے تھے ان کا وہاں جمعہ نہ پڑھنا ثابت نہیں - بلکہ بوجود جماعت ضرور پڑھتے تھے - اور انس کا کبھی جمعہ پڑھنا کبھی نہ پڑھنا (جب وہ اپنے قصر میں بصرہ سے دور رہتے تھے) اسلئے تھا کہ جماعت مل گئی تو پڑھ لیا ورنہ نہ پڑھتے - کیونکہ اکیلے پر تو جمعہ واجب نہیں اور موطا محمد میں جو روایت ہے کہ ابی عبید نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا انہوں نے نماز عید پڑھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ اس دن دو عیدیں (عید وجمعہ) ہیں پس اہل عالیہ میں سے جو چاہے انتظار کرے اور جو چاہے لوٹ جائے اس سے جمعہ کا فرض نہونا (گاؤں والوں پر) ثابت نہیں ہوتا - صرف جانے کی اجازت ہے کہ خواہ گھر جاکر پڑھیں خواہ یہاں ہی پڑھ لیں اور اس رخصت سے یہ سمجھنا کہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا شخصی رائے ہے - نیز جمعہ عید والے دن جمعہ تو سب پر (مصری ہوں یا دیہاتی) فرض نہیں رہتا - جیساکہ حدیث صحیحہ سے ثابت ہے - اور صحیح بخاری باب القریٰ والمدن میں ہے کہ زریق بن حکیم[1] نے ابن شہاب[2] کو لکھا - بحالیکہ میں اسکے ساتھ تھا - اس دن عمر وادی القریٰ (مدینہ کے اعمال سے ایک گاؤں) میں کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں - اور یہ زریق اس زمین پر زراعت کر رہا تھا جسمیں ایک جماعت سوڈان وغیرہ کی تھی - اس کا جواب ابن شہاب نے لکھا - اور اسکے پڑھنے سے میں سن رہا تھا - کہ وہ اس رقعہ میں اسے فرمان کرتا ہے کہ جمعہ پڑھ لیا کرے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - کہ شہر سے باہر جمعہ جائز ہے کیونکہ وہ زمین زراعت ایلہ سے باہر تھی جسمیں صرف حبشی زمیندار رہتے تھے - یعنی وہ گاؤں تھا - اگر فقہاء حنفیہ

کی یہ شرط مصر مان لی جائے - تو بھی فی الجملہ یہی تعریف ہے جسپر اکثر فقہاء کا فتویٰ ہے - کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اھل المکلفین بھا (در مختار) یعنی جس موضع کی ایسی حیثیت ہو کہ اسکی بڑے سے بڑی مسجد میں اسکے وہ باشندے نہ سما سکیں جن پر جمعہ فرض ہے - شامی میں ہے کہ ابو شجاع نے اسے احسن فرمایا اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہ صحیح ہے اور بحر رائق یہ - متن در مختار اور اسکی شرح میں اسے دوسرے قول پر مقدم کیا گیا ہے جس سے اسکی ترجیح ظاہر ہے - اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف[1] کے ضعف کی دلیل یہ فرمائی ہے کہ احکام شرع خصوصاً اقامت حدود میں سستی پڑ گئی ہے اور طحطاوی میں ہے کہ یہ احسن ہے اور امیر برہان الشریعہ نے اعتماد کیا اور رازی نے فرمایا ہے کہ مراد اکبر مساجد سے یہ ہے کہ جو مسجدیں صلوات خمسہ کے لئے بنائی جاتی ہیں - ان سے وہ بڑی ہو اور عادت وہ ایسی مسجد ہو نہ کہ عید گاہ اور مسجدیں پانچ - دس - گیارہ ہوں - اور وہ ان سے بڑی ہو - غرض حیثیت قریہ ہے ورنہ یوں تو قریہ صغیرہ ایسی مسجد کے بنانے سے مصر بن جاتے ہیں اور بلاد عظیمہ ایسی مسجد کے نہ ہونے سے قریہ نہ تو ہو سکے جا سکتے ہیں - اور مالا یسع اکبر مساجدہ میں سکک اور اسواق کی قید بڑھائی جاتی ہے اس پر کسی نے تصریح نہیں کی اور جامع الرموز میں قہستانی نے فرمایا ہے " مالا یسع من موضع " اور صدر شریعت نے دوسری تعریف کی تزییف کردی ہے کہ یہ جامع نہیں ان امصار کو جو باتفاق فقہاء مصر ہیں اسلئے یہی تعریف (مالا یسع والی) مختار ہے للجمعۃ ومنعہ " اور یہ جو مصر کی تعریفوں میں جنس متحد سمجھی ہے اور فصلیں مختلف مگر بازار و تجارت والے موضع کو جنس ٹھہرانا ان کا من گھڑت مسئلہ ہے اسکی تصریح کسی مجتہد یا محقق نے نہیں فرمائی ایسے لوگوں کی غرض صرف یہی ہے کہ جمعہ دیہات میں قایم نکیا جائے کبھی مانتے ہیں کہ قریہ کا لفظ بڑے بڑے شہروں پر بھی بولا گیا ہے - چنانچہ اصحاب القریۃ سے انطاکیہ اور من القریتین عظیم سے مکہ وطائف مراد ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ مصر کی تعریف میں قریہ کیونکر آسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہے کہ یہ تعریفیں لفظی ہیں بھلا صاحب! جب تعریفیں لفظی ہیں تو ہر فقیہ کا اپنا اپنا معرف کیوں جدا ہے پس ثابت ہوا کہ مصر یعنی قریہ جامعہ کی تعریفیں حقیقی بحسب الاسم ہیں پھر امور اصطلاحیہ میں کب تخالف

---

[1] بیع کا لفظ صرف ... اختیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں جو کام انسان کرتا ہے اسمیں یہ چیز بھی ہے اور ایک پیشہ دراصل کا نام بیع ہے ۱۲

[1] حاکم ایلہ منجانب عمر بن عبدالعزیز ۱۲ - [2] امام زہری -

[3] ظاہر ہے کہ امیر زریق حضرت ابن شہاب سے زمین زراعت میں جمعہ قایم کرنے کی بابت مسئلہ پوچھتا تھا ایلہ کی بابت سوال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بلدہ تھا ۱۲

[1] جس میں - امیر - قاضی - اور تنفیذ احکام و اقامت حدود کی شرط ہے ۱۲

کسی نے اپنی تحقیق سے مصر کی تعریف کچھ کی اور کسی نے کچھ - اگر ایک کی تعریف دوسرے کے نزدیک جامع مانع نہیں تو کیا مضائقہ ہے نظر برین وجوہات موضع کے نزدیک جس شہر کو بنایا جاوے + اور باقی قیود کو ... کیا جائے - لہ بہتر ہے مخفی نرہے کروذرتا البیع میں اشارہ ہے جمعہ کے لئے وقت ظہر کا - کیونکہ اسوقت بیع کا زور ہوتا ہے خصوصاً قافلے سوداگروں کے بھی اسی وقت آیا کرتے -

(۲) قائلین ظہر احتیاطی کا رد ہے کیونکہ امر ... وقت ادا و نماز جمعہ نص ہے اس بات پر - نیز احتیاطی کی روایت امام اعظم اور صاحبین سے مروی ہے نہیں - صرف بعض متاخرین نے فتوی دیا ہے وہ بھی مرجوح کیونکہ درمختار میں ہے

قد افتیت مرارًا ۱ ھ

یعنی میں نے .. .. کئی دفعہ بوجہ خوف اعتقاد عدم فرضیت کے ... الزام مذہب حنفی پر لگاتے ہیں - بے شک شک اور اشتباہ کا دور کرنا جائز ہے بلکہ بعض صور میں ضروری بھی ہے بشرطیکہ صورت رفع شک منجر بالسو نہ ہو اور یہاں اگر ظہر احتیاطی (رفع شک کے لئے) پڑھی جائے تو ... فرضیت جمعہ کا خیال عام لوگوں میں شائع ہو جاتا ہے - اور پھر فرض - فرض نہیں رہتا - یعنی احتیاطی پڑھنے سے نہ جمعہ کا فرض فرض ہے نہ بعد کی چار رکعتیں اور نیز احتیاطی کے ادا کرنے میں ایک بڑا سوء ظن کلام اللہ شریف پر ہوتا ہے

قال اللہ تعالٰے نبیانا لکل شیٔ - کتاب مبین ثم ان علینا بیانہ - یعنی ہم پر ضروری ہے بیان قرآن کا - اور تبیان میں مبالغہ ہے کہ قرآن ہر ایک چیز کا کھلا بیان کرتا ہے - مگر احتیاطی کی بنا سے معترضین کو اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن میں یہ امر مبہم ہی رہا - صاف صاف نہیں ملا - کہ جمعہ کس کس مقام میں فرض ہے اور سلطان مسلم کے حضور یا اذن سے مشروط ہے - یا نہیں - اسلئے ظہر احتیاطی کا پڑھنا اور پھر جماعات میں پڑھنا ایک ایمانی حصہ کو ضائع کرنا ہے - اعاذنا اللہ من ذلک واللہ

یھدینا الی سواء السبیل
وھو نعم المولیٰ ونعم الوکیل

اخیر میں - مکرر چیلنج کیا جاتا ہے کہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر اور جس سے مدد لینی ہو - لیکر جواب لکھو -

محمد ظہور الدین اکمل

گولیکے ضلع گجرات پنجاب

مخدوم الملت کی ایک تحریر

حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب شہید مرحوم کی سیرۃ اور تالیف لکھنے کے کام سے میں فارغ یا بے فکر نہیں ہوا اسکے لئے میٹریل کی تلاش کرتا ہوں اور جسوقت میں اسے اس قابل پاتا ہوں شروع کروں گا اس پاک سیرۃ کے مقدمہ میں جن امور پر میں بحث کرنی چاہتا ہوں انکا مواد بحمد اللہ میں نے جمع کر لیا ہے - یا کم از کم اس کے نوٹ ترتیب دیئے ہیں - اسی خیال سے میں آپ کی بعض تحریروں پر نظر کرتا تھا کہ ان میں ایک مختصر سا نوٹ اس مضمون پر

کہ صحابہ کے چال چلن سے ہم کیا سبق لے سکتے ہیں -؟ ملا

مجھے مناسب سمجھا کہ الحکم کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو پہونچا دوں - اس تقریب سے مولانا ممدوح کی یاد تازہ ہو جائیگی اور ہمیں موقع ملیگا کہ اپنے محسن مخدوم کے لئے ترقی مدارج کی دعا کریں - یہ مضمون اچھوتا اور نیا ہے - اور اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا - برادرم محمد اسمٰعیل صاحب مولوی صاحب ممدوح کے پھوپھی زاد بھائی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنکی سعی سے مجھے یہ بیش قیمت نوٹ ملا جزاہ اللہ احسن الجزاء - (ایڈیٹر)

صحابہ کی چال چلن سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

خدا ہے - وہ قادر مطلق ہے - واقعی یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید اسکی صفت ہے اور اوس کا دعوے کہ وما کان اللہ لیعجزہ من شیٔ فی السمٰوات ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا - جو کچھ اوس نے ازل سے ارادہ کیا اسے کریں اور جو کچھ قرآن میں اوس نے وعدے کئے - اور جن لوگوں کے حق میں کئے اور اون وعدوں کے مصداقوں کے جو جو نشان قایم کئے ان لوگوں کے حق میں عین وقتوں پر بلا کم و کاست پورے کئے اور جو وعید اور تہدیدات شدیدہ جو اسکی قاہریت اور قدرت اور علم پر دلالت کرتی تھیں - وہ اون کے حق میں پوری کیں جو اُن کے مستوجب تھے منافق - فاسق - کافر - مشرک - ظالم - معتدی - قاسط اُسی طرح ذلیل اور تباہ اور بے نام و بے نشان - بے ننگ اور سرنگوں ہوئے - اُن کی کاروائیاں باطل ہوئیں - اون کے اعمال حبط ہوئے - اُن کی کوئی کوشش ہی کارگر نہ ہوئی - اور وہ ہزار حسرت و ارمان دل میں لیکر اس جہان سے ناپید ہو گئے - کچھ آنحضرت کے وقت میں بموجب وعید کے نابود ہو گئے - اور کچھ بعد میں اور خدا تعالٰے کے علم اور قدرت نے ایک بھی نہ چھوڑا جو وعید کے وقت علم الٰہی میں موجود تھے - اور یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کا ایک نظام ہے جسکے اصول و قواعد منضبط اور مقرر ہیں - اور اسباب و سبب اور علت و معلول کا سلسلہ درست ہے - اور ان میں حکیمانہ ربط اور نظام ہے - جیسے قانون قدرت میں ایک نظام ہے .. ..

.. .. کی وجہ سے کوششیں نتیجہ ور نہیں اور اعمال مناسب نتائج سے بہرہ ور ہوتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی ایک نظام ہے جیسے

کذلک نجزی المحسنین اور کذلک نجزی کل کفور نے ایک دائمی اور غیر متبدل قانون کی شکل میں پیش کیا ہے - جو شخص ویسے اعمال خیر کرے وہ بحسب استعداد و فطرت ان انعامات کا مورد ہوتا اور جو ویسے اعمال شر کرے - وہ وعید الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے - اس سے ہمیشہ کے لئے ایک واقعی امید و بیم کی راہ کھلتی ہے - اور خدا کے وعدہ و وعید کا ایک ہیئت اور نظام اور منضبط قاعدہ نظر آتا ہے - اور صحابہ کے چال چلن سے ہمیں سبق ملتا ہے - کہ ہمیں خدا کی ہستی پر ایمان اور اوس کے صفات کاملہ پر ایمان کے لئے ایک رئیس اور اُن اعمال خیر کی اقتدا - اور دعا کی رغبت پیدا ہوتی ہے - اسلئے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے اس نے وعدے کئے تھے مومنوں کے حق میں اُن کی مساعی جمیلہ اور دعاؤں کے بعد اُنہیں پورے کئے ہمیں بھی یہ جوش دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وعدے پورے اور انہیں کئے اور کبھی پر کبھی پشیمان نہ ہونے والے خدا سے اعمال اور دعا سے ہم بھی حصہ لیں - یہی وجہ ہے کہ صراط الذین انعمت علیہم پڑھتے اُن کا نمونہ صحابہ ابوبکر وعمر وعثمان اور علی کا (ہمارے مذاق پر نہ شیعوں کے مذاق پر) تصور دل میں پیدا ہوتا اور جوش آتا ہے -

اور صحابہ کی چال ہی ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم ایک عملی کتاب ہے - جو اُسنے دعوے کئے ہیں اُن کا ثبوت بھی آیا ہے - اسنے دعویٰ کیا ہے کہ سارک کتاب ہوں ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ اعتدنا لھم عذابا الیما - الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا - قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحت ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا - اس دعوے میں وعدہ اور وعید دونوں شامل ہیں ان دونوں کا ثبوت پورے طرح اُس عالم میں دیا - اجر حسن اور انعام کثیر جو بیویوں کی اولاد ہے وہ ... نشان گمنام کس مپرسی میں پڑے ہوئے عربوں کو ابوبکر و عمر و عثمان کے رنگ میں کامیاب روحانی اور جسمانی بادشاہ بنایا اور آخرۃ یعنی اعمال کے نتائج حقہ پر اور یہی درحقیقت اس بڑی آخرت کی ثبوت ہیں) ایمان لانے والوں کو اولاً و بالذات جو جو اسوقت اُن راست بازوں کے مقابل ہوا اُن کا استیصال کیا - اور ان باتوں کی کلی یقین دلایا - کہ یہ ایک علمی منضبط اور حکیم کتاب ہے اسکے قواعد اور اصول بڑے بحجۃ نتیجہ خیز ہیں - وہ وید اور انجیل کیطرح بے ثمر کتاب نہیں اور نری خیال اور ... کی کتاب نہیں -

صحابہ کے چال چلن سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - آپ میں قوت قدسیہ تمام انبیاء سے بڑھکر تھی آپکی تعلیم اور عقد ہمت سب سے زیادہ بارور اور کامیاب ہوئی - لاکھوں آدمی آپکے ہاتھ پر ایمان لائے - آپکے قوت قدسیہ کی تاثیر سے اور آپکی تعلیم کے فیضان سے ان پڑھ قریش ابوبکر و عمر و عثمان خدا کے منفرد کئے ہوئے نشانوں کے مصداق ہوئے مومن ہوئے متقی ہوئے - صالح ہوئے محسن ہوئے مفلح ہوئے اور فائز ہوئے - کیا تھے اور کیا ہوئے - غرض مقتدر اور قاہر بادشاہ ہوئے - اور اُن کی اتباع و رنگ میں ہزاروں لاکھوں آدمی سلک خدام نبوت میں داخل ہوئے - اور الیوم اکملت لکم دینکم اور یدخلون فی دین اللہ افواجا - یہ دو عظیم الشان وعدے جو آدم سے لیکر آپ تک کسی مصلح اور نبی و رسول کے حق میں نہ ہوئے اور ظاہر ہوئے آپکے حق میں بوجہ اکمل ثابت ہوئے - اور آپ کی قوت قدسیہ کی یہ تاثیر تھی کہ رات دن آپکے پاس بیٹھنے والے آپ کی خلا ملا کی مجلسوں میں شریک اور جن کے ساتھ ہو کر آپنے عرب کو فتح کیا وہ با ایں شناخت حال کے سب آپ کے سچے مخلص وفادار خدام تھے زندگی میں بھی اور آپ کی موت کے بعد بھی -

اور صحابہ کی چال سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آنحضرت بڑے قوی دلیل - بڑے دلیر - مبلّغ رسالات رب تھے اور آنحضرت سدا خوش و خورم رہتے تھے - وہ جب دیکھتے تھے کہ جو دانہ آپنے بویا تھا کیسا بارور ہوا کزرع اخرج شطأہ آیہ اور آپ کی لگائی گٹھلی کیسا عظیم الشان درخت ہوا - اور چاروں جانب شمار اور سچے مخلصوں کا ایک عظیم الشان گروہ دیکھتے تھے باغ باغ ہو جاتے تھے - دنیا میں بڑی کامیابی کیا ہے ساری امن ... مرادوں کا پورا ہونا اور بد اندیش دشمنوں کا ہلاک ہونا - آنحضرت ان دونوں معنوں میں پورے بامراد ہوئے -

صحابہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم حسب علم الٰہی محفوظ اگرچہ قرآن کریم اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی بیرونی دلیل اسکے ثبوت کے لئے ضروری ہو یا کوئی بیرونی دلیل کی بنا پر نکتہ چینی اسکی راہ میں کوئی نقص پیدا کر سکے - مگر بہرحال اس گروہ کو مان کر ہمیں اس خطرناک بے ادبی اور ناقابل ترمیم شکست قرآن کو بچانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ غلطی ترتیب اور بگاڑی ہوئی کتاب ہے - جیسے جابجا انار کلی ... والے نے شکایت کی ہے اور روافض کو ایک فضول بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کا وجود نہ تو قرآن میں تھا اور نہ خدا کے کام میں خواہ مخواہ ایک بات بنانے اور آخر خیال ہوتے ہوتے

نوہزار نوسو روپیہ کا انعام

ممبران آریہ سماج کو خاصکر اور دیگر حق کے طالبوں کو عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق جگدمبا پرشاد آریہ اوپدیشک ملک برہما کی کتاب تحفہ آریہ سماج دو جلدوں میں طیار ہے۔ قیمت ہر ایک جلد کی عہ ہے جو کہ مصنف سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب پر آریوں کا ہر ایک جواب باحوالہ وید و اپنشد وغیرہ انکی کتب مسلمہ کے دینے پر ایک ایک انعام مقرر کیا ہے کہ جس انعام کی کل تعداد نو ہزار نوسو روپیہ ہے اور اس انعام کی ادائگی کا ایک لکھپتی آدمی ذمہ وار ہے۔ باوجود اس کے آریہ مہاشوں سے اس کا جواب نہیں ہوسکا اور نہ آگے کو جواب ہوسکنے کی اُمید ہے اور مصنف کا یہہ دعوٰے ہے کہ جو شخص اس کتاب کو سمجھکر اوّل سے آخر تک نیک نیتی سے بنظر تحقیق دیکھیگا وہ ہرگز ہرگز آریہ سماج میں داخل نہیں ہوسکتا ہر ایسے شخص کو جنکو اپنی قوم اور اپنی پیاری اولاد کو آریہ ہونے سے بچانے کا خیال ہو وہ اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھے خصوصاً مسلمانوں کو اس کتاب کا خریدنا ایک ضروری بات ہے جس کے جواب سے آریہ سماج یقیناً عاجز ہے اور جس کو اسکے مضامین کے سُننے کا شوق ہو وہ شیخ صاحب کا لیکچر ضرور سنیں۔ اور ہر مذہب کے عالموں نے اس کتاب پر جو ریویو کئے ہیں اوس سے اس کتاب کی بے انتہا خوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کو دیکھو اور ضرور دیکھو۔

المشتہر

عبد المجید سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام

دھلی زینت محل

مُتفرق نوٹ

میں ان تمام احباب اور کرمفرماؤں کا شکرگذار ہوں جنہوں نے میری علالت پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ چونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے خط کا جواب دینا مشکل ہے میں مختصراً ایسے تمام خطوط کے جواب میں جو میری صحت و مرض کے متعلق ابتک آرہے ہیں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے محض فضل وکرم سے میں اب تندرست ہوں بہت ہی کم شکایت باقی ہے۔

اس موقع پر جو ہمدردی احباب نے میرے ساتھ کی ہے اسنے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید اور لذیذ ایمان بخشا ہے۔ میرے جیسے ایک کس مپرس اور ناکارہ انسان کے لئے بڑی گرم جوشی کے ساتھہ دعائیں کی گئیں۔ اور میری ہمیز رخدمات کا اعتراف کیا گیا یہہ باتیں کسی قوم میں پیدا نہیں ہوسکتیں جب تک اس کا تزکیہ نہو اور شکر گذاری کی روح اس میں نفخ نہ ہو۔ پس میں اپنے ان احباب سے جنہوں نے دعاؤں سے میری مدد کی پھر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری ذمہ واریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرے لیئے **خاص طور پر دعا کریں۔**

نکاحوں کے متعلق

میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قوم میں یہہ تحریک اب عام ہورہی ہے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کررہے ہیں کہ رشتے اور ناطے احمدیوں ہی میں ہوں۔ میں ان خطوط کی بنا پر جو وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں آتے ہیں۔ پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ پہلے تو صرف مردوں کی درخواستیں آتی تھیں۔ اور اب بعض لڑکیوں کے متعلق بھی مجھے لکھا گیا ہے کہ انکے لئے لائق بَر تلاش کیا جاوے۔ مجھے ان خطوط کو پڑھکر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی تو اس لحاظ سے کہ آخر جماعت میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا اور افسوس اس وجہ سے کہ جبکہ خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مُبارک کام کو اپنے ہاتھہ میں لینا چاہا تہا اوسوقت عدم توجہی میں یہہ موقع کہودیا گیا۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ جو لوگ ایسی درخواستیں کرتے ہیں وہ کلیتہً اس امر کو بزرگانِ ملت کے ہاتھہ میں دیں اور ان کے وسیع تجربہ اور ایمانی نور فراست سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ نرے اشتہاروں سے بعض اوقات مغالطہ کا پیدا ہوجانا بھی ممکن ہے اسلئے میری یہ رائے ہے کہ جو لوگ ایسی خواہش رکھتے ہوں اور پورے طور پر بزرگان ملت کو اس کام میں امین یقین کرکے مختار کریں وہی ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیا کریں۔ میں دیانت اور امانت کے موافق حضرت حکیم الامتہ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے مشورہ کے بعد انکو اطلاع دیدیا کروں گا۔

بہتر اور مبارک تو یہی امر تہا کہ خود حضرت حجۃ اللہ تجویز فرماتے مگر آپ دخل نہیں دیتے تو بزرگان ملت کے مشورہ سے کیوں محروم رہتے ہو۔

یہ اشتہارات جو الحکم میں شائع ہوتے ہیں جس شخص کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی علم اور واقفیت ہوگی اسکے متعلق لکھدیا جاویگا۔ کہ ایڈیٹر فلان حد تک اس سے واقف ہے۔

یہ اشتہارات ہمیشہ مفت چھاپے جاتے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ اشتہارات کے متعلق جو میاں احمد نور کابلی مہاجر اور ایک قریشی نوجوان کے متعلق دئے گئے ہیں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ میاں احمد نور کے متعلق ایک دوجگہ خط وکتابت ہورہی ہے۔ **قریشی نوجوان** کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی کوئی علم نہیں بجز اس کے کہ ایک احمدی نے وہ اشتہار دینے کو کہا اور دیدیا گیا ہے ایسی خط وکتابت کیلئے مشتہرین اخراجات خط وکتابت کے ذمہ وار ہونگے۔

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے اور زمیندار ارائیں ہے اسکی اپنی زمین بھی ہے لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کیوجہ سے آٹھہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی سے جو فوت ہوچکی ہے ایک بچہ بھی ہے وہ شادی کرنی چاہتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے وہ ایک نہایت مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہانتک جلد ممکن ہو احباب اس کے لئے سعی کریں۔

دو شریف لڑکیوں کے لئے متقی احمدی لڑکوں کی تلاش ہے ایک راجپوت خاندان سے ہے۔ اسکا باپ اسباب کی پروا نہیں کرتا کہ لڑکا ضرور راجپوت ہو ہاں راجپوت ہو تو اچھا ہے۔ **احمدی** ہو۔ نوجوان ہو۔ صحت اچھی ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا برسرکار ہو۔

دوسری لڑکی مغل برلاس خاندان کی ہے لڑکی کا باپ احمدی نہیں البتہ بھائی احمدی ہے۔ اور وہی محرک ہے کہ احمدی سلسلہ میں اسکا نکاح ہو۔ کوئی مغل برلاس احمدی درخواست کرے۔

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجی جاویں وہ لڑکیوں کے ورثا کے پاس بھیجدیگا۔ ٹکٹ خط وکتابت کے لئے ساتھہ بھیجو۔

نسبت ہوگئی

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے متعلق ایک دوجگہ خط وکتابت ہورہی تھی آخر منشی عزیز الرحمٰن صاحب احمدی ملازم مہاراجہ کپورتھلہ نے انکے ساتھہ اپنی دختر نیک اختر کو منسوب کردیا ہے اسلئے انکے متعلق اور کوئی خط وکتابت نکرے۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ پہلے کی نسبت اچھی ہے حقیقت الوحی آپ لکھ رہے ہیں جو آٹھہ جزو تک پریس میں پہنچ چکی ہے

۲- بزرگان ملت کی صحت قوم کے لیے خوشی کا باعث ہے۔

۳- حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے لائق فرزند رشید ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ہمارے لئے مسرت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ خیر وبرکت کا موجب بنادے۔ آمین۔

۴- موسم میں حبس ہے۔ کبھی کبھی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں بادل آتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں۔ ۲۱- جولائی کی شب کو ڈیڑہ بجے زلزلہ کا سخت دھکا لگا۔ پہلا دھکا بہت سخت اور دوسرا زیادہ دیر تک رہا تھوڑا تھا۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خطرناک سیاہ وسرخ آندھیاں آئیں بہت سے درخت اکھڑ گئے۔ اللہ رحم کرے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ طلب

میں نہایت ادب سے ملک بسنت لال صاحب تحصیلدار بٹالہ کو انکے فرض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کی آبادی اور اس کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑہ رہی ہیں لالہ موتی لال صاحب ہمیشہ قادیان کی صفائی کی طرف توجہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے قادیان کے **نوٹیفائڈ ایریا** قرار دئے جانے پر زور دیا۔ ملک صاحب کو بھی غالباً اس امر کی طرف توجہ ہوگی۔ اسوقت موسم کی حالت اچھی نہیں وبائی امراض کے دن ہیں اور قادیان کے گرداگرد سخت متعفن **روڑیوں** کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ قصبہ کی صحت پر بُرا اثر پڑے اسلئے میں انہیں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ان روڑیوں کے اٹھوائے جانے کے متعلق سالہائے گذشتہ کی طرح احکام صادر کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس نوٹ پر بہت جلد توجہ کرکے پبلک کو شکرگذاری کا موقع دیں گے۔

اِنّکَ لَمِنَ المُرسلین؟ علماء اسلام کا کیا کہنا ہے

انکی جو شان ہے نرالی اور جو ادا ہے انوکھی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کچھ ایسے اندہے بہرے ہوگئے ہیں کہ اب انہیں کچھ سوجھائی نہیں دیتا کوئی شخص مرزا صاحب کو دو چار گالیاں دیدے پھر انکی اپنی ڈاڑہی کا خواہ صفایا ہی کردے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے اپنے تازہ الہامات میں یہہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے

اِنّکَ لَمِنَ المُرسلین

اب علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے موافق ہیں خصوصاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ بتادیں کہ کیا اس الہام کے رو سے عبد الحکیم نے **دعوی رسالت** کیا ہے؟ یا نہیں؟ اور کیا وہ تمہارے مسلّمات کے رو سے **کافر ہوا یا ابھی** دائرہ اسلام میں داخل ہے؟ بینوا توجروا۔

اس فتویٰ کا جواب ملنے پر انشاء اللہ ان علماء کے عجائبات سنائیں گے۔

مشاہیر اسلام

قاضی ابو یوسف

ہر ایک ملک کی تاریخ میں دو ایک ایسی مثالیں ضرور ملیں گی جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے گا کہ فلاں شخص جو اسوقت اپنے ملک کا فخر۔ اپنے وطن کا سرتاج۔ اپنی برادری میں واجب الاحترام سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی پیدائش اس کے والدین کے لئے قیامت تھی بلکہ بعض وقت تو اوس کے باپ نے اس افلاس کیوجہ سے اس جگر گوشہ کو نورجہاں کی طرح سینہ پر پتھر رکھ کر لق و دق جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت سمجھا ہوگا اور جسوقت وہ اُسے چھوڑتے ہونگے تقدیر ہنستی ہوگی کہ جس چیز کو تم مادۂ فساد سمجھ کے الگ کرتے ہو۔ وہی مایۂ ناز ہے۔ اسی زمرہ میں امام ابو یوسف رح یعقوب بن ابراہیم بھی تھے۔ جو ایک حسرت نصیب کے گھر کے چراغ تھے مگر قسمت نے اونھیں ہارون رشید کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور اجتہاد کے باعث فقہ اسلام میں یہہ رتبہ دیا کہ جہاں کہیں صاحبین کا ذکر ہوتا ہے اُن میں سے ایک یہی ابو یوسف رح اور دوسرے امام محمد رح مراد ہوتی ہیں اور جہاں شیخین کا لفظ ہوتا ہے اُس سے یہ اور اُن کے اُستاد سمجھے جاتے ہیں۔

ابو یوسف رح کی پیدائش ۱۱۳ سنہ ہجری میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ غریب ماں نے چرخہ کات کے پیٹ پالنا شروع کیا۔ جب اُس نے ذرا ہوش سنبھالا تو ایک دھوبی کے سپرد کیا۔ یہ روزمرہ گھاٹ پر جانے لگے مگر اس کام میں دل نہ لگتا تھا ایک دن کچھ ایسی الجھن ہوئی کہ امام اعظم رح کی درسگاہ میں پہونچا۔ وعظ و نصائح نے کچھ ایسا اثر کیا۔ کہ دوسرے دن پھر سورج چڑھتے کے ساتھ وہاں ہی پہونچے۔ دھوبی نے اُن کی والدہ سے عدم حاضری کی شکائیت کی۔ وہ سنتے کے ساتھ آگ بگولا ہوگئی اور عین اسوقت جب یہ امام صاحب سے سبق لے رہا تھا۔ جلی بھنی آ کر کہنے لگی "کیوں میں نے اس ناشدنی کو اسلئے چرخہ کات کات کے پالا تھا کہ تمہارے حوالہ کرتی وا ہے ہے! تم تو اسے دو پیسے کما کے لانے کی بھی قابل نہ رکھو گے۔" اُنہوں نے کہا "بڑھیا! جا اپنا کام کر! سن! یوں تو یہ سبق پڑھتا ہے۔ مگر اصل میں روغن پستہ اور فالودہ بلا بلا کے کھا رہا ہے۔" اس وقت وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔ مگر اس دن سے اُنہوں نے اپنے سبق میں ناغہ نہ کیا۔ اس طالبعلمی کے زمانہ میں اُنہیں دو دو دن اکثر فاقہ بھی کرنا پڑا بلکہ افلاس کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک پیسہ کا کاغذ املا کو نہ ملتا تھا۔ بکریوں کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں کہیں سے لا کے جمع کرتا اور اُنہیں پر کچھ ضروری نوٹ کر لیتا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ بڑھیا نے اپنی خوشی کے لئے اُن کو بیاہ بھی دیا جو غریب ان کے لڑکی اُسے بھی فاقہ کشی کرنی پڑی۔ ایک دن مدرسے سے بھوکے بھوکے کرتے جو گھر پہونچے وہاں بھی روزہ ہی تھا اُس نے جو کچھ کھانے کے واسطے لانے کو کہا تو اُس نے وہی ہڈیوں کا ڈھیر سامنے رکھ کے کہا "کھائیے! اشوق سے کھائیے۔ میرے پاس تو آپ کی کمائی سے یہی کچھ موجود ہے۔" یہ بات سنکر اون کو معاش کی فکر ہوئی۔ امام اعظم صاحب نے دوسرے شاگردوں سے اُن کا حال سنکر افسوس کیا۔ اور پھر اپنے پاس سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر کتب تاریخ اور حدیث کے شوق نے کوفے پہونچایا جہاں مغازی بھی پڑھی۔ پھر شیبانی۔ سلیمان تیمی۔ یحیٰی انصاری۔ اعمش ہشام۔ عطا۔ محمد بن اسحق کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اب قسمت رنگ دکھانے لگی۔ ہارون رشید زبیدہ کی ایک خوش جمال لونڈی کو دیکھکر فریفتہ ہو گئے پھر دفعتہً خیال آیا کہ یہ تو میری بیوی کی لونڈی ہے۔ دل میں کٹے۔ اتنے میں زبیدہ کو بھی خبر ہوئی غصہ میں بھری ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی "جہنمی! میرے سامنے سے دور ہو۔ ہارون بولا "میں جہنمی ہوں تو مجھے تمہارے بہشتی چہرے سے کیا واسطہ! چلو طلاق ہے۔ کہنے کو تو غصے میں دونوں کہہ گئے پھر جب سنبھلے تو افسوس کرنے لگے کہ یہ طلاق کی بہت مجری ہوئی۔ علماء وقت سے پوچھا کسی نے مناسب جواب نہ دیا۔ آخر ہارون نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے شاگردوں میں سے اگر کوئی ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے ابو یوسف رح کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ یہہ اُسی معمولی لباس میں حاضر ہوئے۔ سب کو سلام کر کے جوتیوں میں بیٹھ گئے۔ ہارون نے کہا۔ "مسئلے کی کیفیت آپ نے سُنی ہوگی۔ کہو! اس بلا سے نجات بھی ممکن ہے۔ یا نہیں۔" یہ بولے جواب تو کافی ہے۔ مگر اس ذلت کے مقام سے میں عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اسکا کچھ خیال نہیں۔ یہاں بیٹھے کہا اور وہاں بیٹھے کیا۔ مگر علم خدا کی نعمت ہے۔ اس کی قدر ضروری ہے۔" یہ سُنکے ہارون نے صدر پر بٹھلا کے کہا "اب کہئے۔ اونہوں نے کہا۔ ہاں! آپ صورتِ مسئلہ بیان فرمائیے۔" خلیفہ کے دوبارہ بیان کرنے پر کہا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ نے کسی ممنوع بات کا قصد کیا آپ کے دل میں خدا کا خوف طاری ہوگیا۔ رشید نے کہا "بیشک! بلکہ واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔" یہ بولے "مجھے یقین آگیا نہ آپ جہنمی ہیں نہ طلاق ہوئی کیونکہ طلاق کی جہنمی ہونے کے ساتھ شرط ہے۔"

علماء نے مخالفت کی اور کہا "آپ ایسا قطعی حکم نہیں لگا سکتے۔" یہ بولے "یہ میری کوئی گھڑنت نہیں بلکہ خود قرآن شریف میں ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

(جس نے خدا کے خوف سے اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے بچایا درحقیقت جنتی ہوگیا۔)

یہہ فتوے سب نے پسند کیا اور ہارون نے اُسی دن سے ابو یوسف رح کو امام ابو حنیفہ رح کا قایم مقام کر دیا۔ پھر اونہوں نے بہت نازک مسئلے اکثر حل کئے مثلاً۔

بغداد میں کسی امیر نے ایک امر نہ کرنے کی قسم کھائی اتفاق سے وہی بات اُس سے سرزد ہوئی جس سے شک ہوا کہ قسم ٹوٹ گئی ہے۔ جب ابو یوسف رح سے کل کیفیت بیان کی تو اُنہوں نے کہا "شک میں قسم نہیں ٹوٹتی"۔

ایک دفعہ ہارون نے پوچھا۔ اگر امام وقت کسیکو خود زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا صرف رویت کیوجہ سے امام پر فرض ہے کہ اُس پر حدِ شرع قایم کرے۔" اُنہوں نے کہا۔ "نہیں"۔ وجہ پوچھی تو کہا "مانا! کہ اوس نے خود دیکھا ہی مگر یہ صرف ذاتی علم پر مبنی ہے۔ اور حدود الٰہی ذاتی علم پر محدود نہیں۔ بلکہ شہادت بھی چاہئے۔

ایک لونڈی پر ہارون فریفتہ ہوئے اُس نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ "مجھے تمہارے ...... سے ملنے کا فخر حاصل ہوچکا ہے۔" ہارون نے ابو یوسف رح سے ذکر کیا یہ بولے "نہ عورت کی شہادت مستند ہے نہ کوئی گواہ ہے۔ اسلئے وہ آپ پر حلال ہے۔

عیسٰے بن جعفر کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس نے اوس سے وعدہ لے رکھا تھا۔ کہ اگر اُسے فروخت کریں یا ہبہ کریں تو اوس کی سب بیویوں پر طلاق۔ سب لونڈیاں آزاد۔ کل جائداد وقف غربا۔ ہارون اُس لونڈی پر بھی ریجھے اور عیسٰے سے بضد ہوئے۔ وہ غریب سٹ پٹائے کہ کریں تو کیا کریں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اتنے میں ہارون نے ابو یوسف رح کو بلانے کے واسطے ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر تاکید کی کہ جس حالت میں بیٹھے ہوں فوراً لے آؤ۔ یہ قریباً سو رہے تھے۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ان کے غلام نے دروازہ کھولا اور ہرثمہ سے خلیفہ کا تاکیدی حکم سُنکر فوراً قاضی القضات سے کہا۔ وہ گھبرائے ہوئے اُٹھے کپڑے پہن کر ساتھ ہو لئے۔ ڈیوڑھی پر مسرور ملا۔ اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ ایسی کیا بات ہے جو اسوقت بلوایا گیا۔ وہ خود لاعلم تھا کیا کہتا۔ خیر! خلیفہ کی حضوری میں پہونچے عیسٰے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ابو یوسف رح نے کہا۔ مجھے اسوقت حضور نے کیوں یاد کیا ہے۔" خلیفہ نے کل واقعہ بیان کر کے کہا "اب آپ ان سے پوچھئے۔" عیسٰے نے بھی وہی وجہ بیان کی۔ یہ سُنکے قاضی صاحب سے ہارون نے کہا "اب معاملہ آپ کے ہاتھ ہے۔" فرمایئے کیا کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے۔ میرا دل اوس لونڈی پر آ چکا ہے۔" ابو یوسف رح نے کہا "کوئی بات نہیں۔ ابھی لیجئے۔ (عیسٰے سے) آپ آدھی لونڈی تو ہبہ کریں اور آدھی کریں فروخت۔ اس نصفا نصفی میں نہ قسم ٹوٹیگی۔ نہ بات بگڑے گی۔" یہ سُنکر عیسٰے نے اسی وقت وہ لونڈی ہارون کی نذر کی۔

ایک دفعہ زبیدہ نے بہت سی چیزیں بھیجیں۔ قاضی صاحب ایک عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا "بندہ نواز! حدیث شریف کا مضمون یاد ہے۔

من اهديت له هدية فجلسائه شركائه فيها۔ (جب کوئی شخص ایک مجلس میں بیٹھا ہوا اور اُسوقت اُس کے پاس کوئی ہدیہ یا تحفہ آئے تو جو لوگ شریک صحبت ہوں اُن کا بھی اس میں حصہ ہے۔)

قاضی صاحب بات کو تاڑ گئے اور فوراً بولے۔ "تم اوسوقت کی باتیں کہتے ہو۔ جب تحفے میں چھوہارے۔ دودھ اور کھجوریں آیا کرتی تھیں۔ اب سونے چاندی کی چیزیں آنے لگی ہیں تو اس حدیث پر عمل نہیں ہوسکتا"

ایک دفعہ خلیفہ اور اُس کی بیوی میں یہ تکرار ہوئی "فالودہ اچھا ہے یا لوزینہ" فیصلہ کے لئے اُنہیں بلوایا گیا یہ دونوں میں سے ایک کو ایک پر ترجیح دینا نہ چاہتے تھے کہا۔ جب تک دونوں سامنے نہ ہوں کیا کہا جائے۔" فوراً لوزینہ اور فالودہ سامنے رکھے گئے۔ اُنھوں نے کبھی اسکو کھانا شروع کیا اور پھر جب ساری کی ساری اُڑا گئے تو بولے "دونوں کی صورتیں کچھ ایسی بھلی معلوم دیتی ہیں کہ ایک کو ایک پر ترجیح نہیں دیجاسکتی۔"

اس کے دوسرے دن ہارون نے دربار سے جاتے وقت قاضی صاحب کو ٹھہرا کے کہا "آج آپ یہاں ہی ٹھیریں اور یہاں ہی کھانا کھائیں۔" بولے "یوں بھی آپ کا ہی کھاتے ہیں۔ مگر یہ ایسی کیا بات ہے۔ جسپر ضد ہو رہی ہے۔" خلیفہ نے کہا "ہے ہی ایسی چیز۔ فالودہ جو روغن پستہ سے ملا کر کھایا جائیگا۔" یہ سنتے ہی ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسی کی وجہ پوچھی۔ تو اُنہوں نے وہ طالبعلمی کا سارا واقعہ بیان کیا جسکو

سب کہنے لگے "واقعی امام ابو حنیفہ کی دل کی آنکھیں کھلی تھیں۔

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح اُن لوگوں میں سے تھے جو شرع کے بے انتہا شکنجوں میں دُنیا کو کسنا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح شرعی حجت سے آزادی کا دروازہ کھولدیا کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک اہل دنیا کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) جو بدکاری میں مشہور ہیں۔

(۲) جو اعلےٰ درجہ کے پاک باز ہیں۔

(۳) بدمعاش ہیں مگر ظاہری صورت نیکوں کی سی رکھتے ہیں۔ پہلے دو اپنی شہرت اور دنیا داروں سے پرہیز کرنے کے باعث الگ رہتے ہیں۔ مگر تیسری قسم کے لوگ چاہئے قرآن کا جامہ ہی کیوں نہ پہن کے آئیں۔ اپنی دغابازی سے نہ چوکیں گے۔ یہی لوگ اکثر فساد کی جڑھ ہوتے ہیں۔

حسن بن سماعہ کہتے ہیں سنہ ۱۸۲ ہجری کے ربیع الثانی کے شروع ہوتے ہی آپ علیل ہو گئے۔ اور جس روز انتقال کرنا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے "اے پاک پروردگار! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں میں نے کبھی تیرے دو بندوں میں جان بوجھ کے ناجائز فیصلہ نہیں دیا۔ میرے ہر ایک فیصلہ کی بنا قرآن مجید اور حدیث شریف پر ہوتی تھی۔ اور جو اسپر بھی کوئی دقت آپڑی تو ابو حنیفہ رح صاحب کیطرف توجہ کی کیونکہ یہ وہ پاک بندے تھے جو تیری احکام خوب سمجھتے تھے۔ اور دیدہ و دانستہ راہِ حق سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں ربیع الثانی کے پہلے پنجشنبہ کے دن آپکا انتقال ہوا۔ ابو یوسف رح کے صاحبزادے آپ کی حیات ہی میں غربی بغداد کے قاضی ہو گئے تھے اور اسی عہدے پر باپ کے بعد دس سال تک رہ کے دُنیا سے کوچ کیا۔

ابو یوسف رح کی تصانیف میں امالی والنوادر فقہ حنفیہ میں ایک مستند کتاب ہے قاضی القضات اور علما کی خاص پوشاک ہارون رشید نے ان کی تقریری سے رواج دی ان کے مقولے یہ تھے۔

(۱) اگر علو مرتبت چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

(۲) صحت کے بغیر زندگی بدمزہ ہے۔

(۳) روپیہ پیسہ خرچنے سے کم ہوتا۔ مگر علم بڑہتا ہے۔

(۴) جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں وہ آدمی نہیں زہر الرربیع میں ہے کہ ابتدا میں ابو یوسف رح کی قبر کا کوئی پتہ نہ تہا۔ سلیمان صفوی کے زمانے میں کاظمین کے قریب کسی ضرورت سے جو زمین کھودی گئی تو ایک قبر کے پتھر پر "قاضی ابو یوسف" کا نشان کندہ تہا بادشاہ کے حکم سے اسپر ایک عمارت بنادیگئی جو اب تک موجود ہے۔ میر کرامت اللہ

(از روزنگار)

سچے مذہب کی پہچان

ایک ہندو نے حضرت اقدس کیخدمت میں عرض کی کہ سچے مذہب کی کیا شناخت ہے۔ دنیا میں اسقدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں انمیں سے کسطرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلےٰ مذہب قابل قبول کون سا مذہب ہے حضرت نے فرمایا۔

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔ انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے۔ جسکا علم اسکو زیادہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ پہرتا ہے اور وہ آدمیوں کو کاٹتا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کریگا۔ کہ رات کو ایسے مکان میں جاکر سوئے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کہانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کہانے میں سے نہ اٹھائیگا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جسکو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو بخوبی ہو جاوے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاوے انسان اسکے برخلاف بالکل نہیں کر سکتا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے اسکا سبب یہی ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کر سکے۔ ہر شے کی قدر اسکی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر لعل یا موتی مل جاوے۔ تو وہ حد درجہ اسکو دو چار پیسہ میں فروخت کر دیگا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے۔ جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا وہ الٰہی احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔ جہاں کوئی دنیوی تہوڑا سا فائدہ نظر آتا ہے۔ وہاں اپنا ایمان فروخت کر دیتے ہیں۔ جہوٹی گواہیاں عدالتوں میں جاکر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جہوٹھ نہ بولو اور سچی گواہی دو اس سے بڑھ کر نہیں کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چہوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا کی آیتوں کو تہوڑے مول پر بیچنے کے یہی معنے ہیں کہ انسان تہوڑے سے ظاہری فائدہ کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔ آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں۔ یعنی ایک قومیت کی پچ کی جاتی ہے۔ ورنہ سچا مذہب وہ ہے جو خدا کے خوف سے شروع ہوتا ہے۔ اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیے جس سے خدا کی معرفت اور گیان بڑھ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے۔ جس مذہب میں صرف پرانے قصے ہوں وہ ایک مردہ مذہب ہے دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تہا۔ اسکی عبادات سے جو پہل پہلے لوگ پاسکتے تھے وہی پہل اب بھی پاسکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے پھر کیا وجہ ہو کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پہل نہیں وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اگر پہچانتے تو انپر ضرور برکات نازل ہوتے مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں۔ اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہے قوت عطا فرما دے اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اسکو قوت عطا ہو جائے۔ استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا کو تلاش کرو۔ تو اُسے پالو گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط
بنام قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل
(بجنور - روہیل کھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے پرچہ اخبار قلقل میں میرے دعوے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے مفصل تحریر کی فرصت نہیں کیونکہ چند ماہ سے بیمار ہوں اور ابھی بہت کمزور ہوں یہ سچ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا ہے۔ میں اپنی کتابوں میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی زمانہ میں واپس آکر دنیا کی عدالت کرینگے بلکہ قرآن شریف تصریح سے فرماتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ آیت فلما توفیتنی سے ظاہر ہے یہ تو خدا تعالےٰ کا قول ہے اور اسکی تائید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول یا رویت موجود ہے کیونکہ آنجناب نے حضرت عیسےٰ کو معراج کی رات میں ان انبیاء میں دیکھا ہے جو آپ سے پہلے وفات پا چکے تہے اور پھر قرآن شریف میں سورہ نور میں فرماتا ہے کہ کل خلیفے اس اُمت کے اسی اُمت میں پیدا ہونگے اس صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ مر گئے ہیں اور انکی آمد ثانی کا خیال سراسر باطل اور طمع خام ہے اور میری طرف سے یہ صرف دعوے نہیں بلکہ صدہا نشانوں سے جو خدا کی طرف سے ظہور میں آچکے ہیں میری سچائی ثابت ہے اگر میں خدا کی گواہی کے بغیر دعویٰ کرتا ہوں۔ تو جہوٹھا ہوں اور اگر خدا کے کلام سے حضرت عیسےٰ کا زندہ ہونا ثابت ہے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر میں ضرورت کے وقت نہیں آیا تو میں جہوٹھا ہوں۔

لیکن یہ سب میری سچائی کی علامتیں ثابت ہو چکی ہیں اسلام ایک نہایت تنزل کی حالت میں ہے کیا باعتبار ظاہر اور کیا باعتبار باطن اور خدا نہیں چاہتا کہ اُسکو اسی حالت میں چہوڑ دے۔ اسلئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی رُوح پہونکے جو لوگ خدا تعالےٰ کیطرف سے آتے ہیں۔ اُن کی سچائی پر صدہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کیوجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزارہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ان کے لئے خدا تعالےٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونیکی علت غائی کو پا لیتے ہیں۔ اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہو چکی ہیں۔ لہٰذا میری تعلیم علیٰ وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اکسایا گیا اور کفر کا فتوےٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تہا؟

اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھیجی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تہا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جہوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تہا۔ تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا۔ اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جہوٹھا ہوں۔

والسلام

فقط

غلام احمد